خلاصہ

علماء بیان

از: حضرت مولانا ابراہیم صاحب دیولا دامت برکاتہ

بمقام لوڈیم، جنوبی افریقہ بتاریخ ۱۵ رجب ۱۴۳۸ھ

تلخیص زیر نگرانی

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب أطال اللہ بقاءہ مع الصحۃ والعافیۃ

ناشر

دارالعلوم زکریا

لینیشیا، جنوبی افریقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له، ونشهد أن لاإله إلا الله وحده لا شريک له، ونشهد أن سيدنا محمدا عبده ورسوله، صلى الله تعالىٰ عليه وعلى آله وصحبه وبارک وسلم تسليما كثيرا كثيرا - أما بعد :

میرے بزرگو اور پیارے بھائیوں ! اللہ تعالی نے آپ حضرات کو ایک بڑی نعمت دی ھے، اور وہ علم کی نعمت ہے۔ آپ کی نسبت علم کی طرف ہو رہی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی طرف سے دو نعمتیں بڑی قابل قدر ہیں: ایک ایمان اور دوسری علم کی نعمت۔ عالم (دنیا) کا بقاء و سلامتی بھی اسی وجہ سے ہے۔ جب تک علم و ایمان کا اثر رہے گا یہ دنیا باقی رہے گی اور جب اس کا اثر ختم ہو جائے گا تو یہ دنیا بھی ختم ہو جائے گی علم و ایمان دنیا کی بقاء کا یقینی ذریعہ ہے، جب تک ایک بھی روئے زمین پر اللہ اللہ کہنے والا ہو گا اللہ تعالی اس دنیا کو باقی رکھیں گے، کیونکہ علم و ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ اللہ کو یاد کیا جائے۔

اللہ تعالی کی نعمت کا ایک تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے، موسی علیہ السلام کو توریت ملی تو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: " إني اصتفيتك برسالاتي وبكلامي فخذ ما آتيتک وكن من الشاكرين " میں نے آپ کو توریت دی ہے، میں نے آپ کو چنا (پسند کیا) ہے اپنا پیغام پہنچانے اور میرے ساتھ ہم کلام ہونے یعنی بات کرنے کے لیے تو آپ شکر کرنے والوں میں سے ہو جائے، اسی طرح اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی منتخب کیا ارشاد باری تعالی ہے "إن الله اصطفىٰ آدم "آپ کو بھی یہی سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالی نے آپ کو اس علاقے اور اس ماحول کے لیے چنا ہے اور آپ کو اس کام کے لیے اور اس محنت کے لیے پسند فرمایا لیا ہے، یہ کوئی ہنگامی اور اتفاقی طور پر نہیں ہو گیا ہے۔ اتفاق کوئی چیز نہیں ، اتفاق مہمل ہے۔ سب کچھ اللہ کے فیصلے سے ہوتا ہے ایسا سمجھنے سے انشاء اللہ کام کا شعور و احساس ہو گا۔

علم ذمہ داری پوری کرنے کا نام ہے، علم کی شکر گزاری کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی ذمہ داری کو پابندی اور استقامت کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے آپ کو علم کے تابع کریں، علم کو اپنے تابع نہ بنائیں، اور علم کے تابع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ علم آپ کے اندر اللہ کا خوف پیدا کرے، خشیت یہ ایک مخصوص صفت ہے جو علم کی تاثیر ہے، آیت کریمہ " إنما يخشى الله من عباده العلماء " ہماری زبانوں پر ہے۔ یہ علم کا مخصوص اثر ہے کہ اس کی وجہ سے خشیت پیدا ہوتی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ، ونشهد أن لااله الا الله وحده لا شريک له ونشهد أن سيدنا محمدا عبده ورسوله صلى الله تعالىٰ عليه وعلى آله وصحبه وبارک وسلم تسليما كثيرا كثيرا - اما بعد :

The lecture of Hazrat Moulana Ibrahim Devla Saheb addressing the Ulama.

Respected brothers and dear listeners: indeed you have been blessed with a great bounty by Allah SWT, and that is the bounty and blessing of 'ilm (knowledge). You have been linked to this knowledge, Imam Ghazali RA has said that 'ilm and imaan are two such blessings of Allah SWT which are worthy of great appreciation.

The world will not come to an end so long as there are traces of 'Ilm and Imaan on this earth, and when these traces are not to be found, this world will come to an end.

Without doubt 'Ilm is the reason for this world not coming to an end, for as long as there remains a person on this earth who remembers Allah, this world will not come to an end, and this is the purpose of 'Ilm and Imaan, that Allah should be remembered.

One of the requirements of a blessing from the Almighty is that one should be grateful and appreciative. Allah mentioned to Moosa AS when he was given the Torah إني اصتفيتك برسالاتي وبكلامي فخذ ما آتيتك وكن من الشاكرين that: O Moosa! We have given you the Torah, we have selected you to convey our message, I have selected you to speak to me directly, and therefore you should be from amongst the grateful. In a similar manner Adam AS was also from amongst the selected servants of Allah as Allah mentions in a verse of the Qur'an: ان الله اصطفىٰ آدم

In the same way you should also extrapolate that you have been selected for this environment and society, this was no coincidence as everything happens by the decree of Allah SWT. If one can understand this, then Insha Allah the zeal and enthusiasm will be felt for this task.

The meaning of knowledge is fulfilling ones responsibilities, and the requirements for being grateful and appreciative is that one should fulfil his responsibilities with consistency and punctuality. The manner to do so is that one should make himself compliant to his knowledge and not vice versa. The meaning of you being compliant to your knowledge is that the fear of

Allah should be created within you.

Fearing Allah is a distinctive quality, which is the effect of 'Ilm The verse إنما يخشي الله من عباده العلماء is on our tongues,

خشیت اس خوف کو کہتے ہیں جو عظمت کی وجہ سے پیدا ہو، وحشت کی وجہ سے نہیں، جیسے سانپ بچھو، دشمن اور ڈاکو وغیرہ کا خوف اس سے عظمت پیدا نہیں ہوتی، بلکہ گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔

مقام رسالت :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین وآخرین کا علم دیا گیا تھا، دین کی ہر لائن کا علم چاہے وہ ایمانیات ہوں معاشرت ہو، معاملات اور اخلاق وغیرہ۔ آپ ﷺ کو امی لقب ہونے کے باوجود دین کی ہر لائن کا علم علیٰ وجہ الکمال عطا کیا گیا تھا، اس علم کا اثر یہ ہوا کہ ارشاد فرماتے ہیں: میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

علم سے اللہ کا خوف اس کی عظمت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس خوف کے نتیجہ میں صاحب علم ہر مسئلہ میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ سے بڑا کوئی نہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی گھبراہٹ اور پریشانی کی بات پیش آتی تو مسجد میں تشریف لے جاتے۔ علم کا یہ اثر ہوتا ہے کہ آدمی کے اندر اللہ تعالی کا خوف پیدا ہوتا ہے اور وہ ہر مسئلہ میں اپنے کو علم کے تابع کرتا ہے، جیسا کہ ہر ہنر والا اپنے آپ کو ہنر کے تابع کرتا ہے، اپنی مرضی سے ہنر کا کام نہیں کرتا، ورنہ کام خراب ہو جائے گا۔ گاڑی چلانے والا گاڑی چلانے کی جو ترتیب ہے اپنے کو اس کے تابع رکھتا ہے، اگر ذرا بھی چوک ہوئی تو کام بگڑ جائے گا۔

علم سے اللہ تعالی کا خوف وخشیت پیدا ہونی چاہئے، کیوں کہ نبیوں کو جو علم دیا جاتا ہے وہ دنیا کی تعمیر کا علم نہیں ہوتا، بلکہ وہ حقوق کی تعلیم دینے کے لیے آتا ہے۔ اللہ تعالی نے دنیا کو دار الحقوق بنایا اور آخرت دار الوجود ہے۔ یہ اللہ کی ترتیب ہے کہ جو یہاں حق ادا کر کے جائیگا اسے وہاں اجر ملے گا اور جو حق ادا کر کے نہیں جائے گا وہ سزا میں گرفتار ہوگا کیوں کہ اس سے حق تلفی ہوئی ہے۔ حق جل شانہ انبیاء پر جو علم نازل فرماتے ہیں اس کا مقصد دنیا کی تعمیر نہیں ہوتا، دنیا کی تعمیر تو دنیا والے کرتے ہیں، دنیا حقوق ادا کرنے کی جگہ ہے اور لوگوں کو اس کی خبر نہیں، اس لیے اللہ تعالی انبیاء کے ذریعہ حقوق کی معرفت کراتے ہیں۔ سب سے پہلا حق اللہ تعالی کا ہے اس کی معرفت حاصل کی جائے یعنی اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کو ایک جانے جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے، صرف اسی کی عبادت کرے کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرے۔ ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ نے حضرت معاذ سے فرمایا: "يا معاذ : هل تدرى ما حق الله؟ قال: الله ورسوله أعلم، قال: أن تعبد الله ولا تشرك به شيئا ".

اللہ کی معرفت کے بعد پھر اس کے نبیوں کا حق ہے کہ ان کی تصدیق کی جائے ان کے جملہ حقوق کا مجموعی اثر یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے یہ اصل غرض وغایت ہے۔ فرمان باری تعالی ہے: "وما أرسلنا من رسول إلا ليطاع بإذن الله" رسول بھی اس لیے بھیجے جاتے ہیں کہ وہ اللہ کی اطاعت کا سبق دیں۔

And this is the unique effect of knowledge that it creates خشيت (fear), which means to fear something because of its magnificence and not because one is frightened by it. A person fears a snake, scorpion, thief, and enemy etc not because of its magnitude.

The position of prophethood

Nabi SAW was given the knowledge of the former and the latter. He was blessed with the knowledge of every aspect of Deen whether it was regarding beliefs, interaction, dealings, and etiquettes. He had complete knowledge with regards to every aspect of Deen even though he was given title of أمّي.

The outcome of this knowledge was that the Prophet SAW said: from amongst you I am the one who fears Allah the most.

One fears Allah SWT due to His magnificence with knowledge, and the result of this fear should be that with regards to every ruling one should turn to Allah as there is none who is greater than He. Therefore whenever Nabi SAW was faced with an adversity he would proceed to the Masjid.

The influence of knowledge is that it creates the fear of Allah within oneself, and for every ruling he makes himself subservient to his knowledge like those skilled with a certain occupation will comply with the requisites of that occupation. He will not do as he wishes because this will spoil the result of his work. A driver obeys the rules of driving, as a small error will result in a bad outcome.

The fear of Allah should be created by knowledge, because the prophets were not given knowledge to build this world, rather they were given a knowledge which teaches us to fulfil our rights, as this world has been created where rights should be fulfilled and the hereafter is a place for recompense. This is the system of Allah SWT that if one fulfils his rights in this world he will be rewarded for it in the hereafter, and the one who violates the rights of people will be punished in the hereafter.

The reason for revelation on the prophets was not to build the world as that will be done by the people. This world is a place for one to fulfil his rights and the people are unaware about this, therefore Allah made the people aware by means of the prophets.

The first right is for Allah, that one should recognise Him by bringing Imaan in Him, affirming His oneness, worship Him alone, and not ascribe any partner to him. Once the Prophet SAW asked Hazrat Mu'aaz (R.A) يا معاذ هل تدري ما حق الله؟ قال الله ورسوله أعلم قال أن تعبد الله ولا تشرك به شيئا O Mu'aaz, do you know what is the right of Allah? He replied: Allah and his Prophet know best. The Prophet of Allah said: 'It is to worship Allah without ascribing any partner to him'. The rights of the prophets come after recognizing Allah, that one should acknowledge their prophethood. The summary of their rights is that one should obey Allah. This is the main purpose of them being sent just as mentioned in a verse وما أرسلناك من رسول إلا ليطاع بإذن الله that the prophets have been sent so that may give a lesson on the obedience of Allah. One should adopt the ways of the prophets in the obedience of Allah.

اور اللہ کی اطاعت کے لیے رسول کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ زمین پر اللہ کی اطاعت اور رسولوں والا طریقہ اختیار کرنا یہ اس علم کی غایت ہے۔

خشیت و تقویٰ :

اس علم کی پہلی صفت تو خشیت ہے اور اس کی دوسری صفت تقوی ہے، تقوی ایک منفی طاقت ہے۔ منفی کا مطلب یہ ہے کہ جب اندر اللہ کا تقوی اور خوف پیدا ہو گیا تو جتنی چیزیں اللہ نے منع کی ہیں وہ زندگی میں سے نکل جائیں گی، تقوی دل میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو علم دیا وہ تقوی کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ علم کا یہی اثر ہے کہ عالم متقی ہو گا۔ کبھی عالم فاسق بھی ہوتا ہے اس کی بڑی مثال اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی دی ہے، بنی اسرائیل کے اکثر علماء فاسق تھے "منہم أمة مقتصدة و کثیر منہم ساء ما یعملون" کچھ تھوڑے ہی صحیح ہیں باقی سب ایسے ہی ہیں ان کے علم میں فسق ملا ہوا تھا، کیوں کہ انہوں نے اپنے علم کو اپنے تابع کیا ہوا تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو علم ملا وہ تقوی والا ہے، تاکہ اللہ کے حدود کی حفاظت ہو جائے اور اللہ کے حقوق کی بھی حفاظت ہو اور بندوں کے حقوق کی بھی حفاظت ہوتی رہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو صفت تقوی خصوصی طور پر عطا ہوئی تھی اس لیے وہ آداب و اعمال سبھی چیزوں کے پابند تھے، اللہ کے رسول کی مجلس میں زور سے بھی نہیں بولتے تھے "أولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی" یہ وہ لوگ ہیں جن کی زندگیوں کو اللہ نے تقوی کے لیے خاص اور خالص کر دی۔ یہی اس علم کا تقاضا ہے کہ دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کیا جائے، تاکہ خالق اور مخلوق کے حقوق کی ادائیگی آسان ہو سکے۔ خشیت و تقوی کی ان دونوں صفتوں کی وجہ سے یہ علم آدمی کو آخرت کی طرف لے جاتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل صدقات ج ۲ میں علمائے آخرت کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علمائے آخرت وہ ہیں جو اپنی ذمہ داریوں میں اس علم کے پابند ہوتے ہیں، چوں کہ اس علم کے ساتھ خشیت و تقوی دونوں صفتیں ہیں، اس لیے عام طور سے ہمارے بزرگ عزیمت کے ساتھ چلتے تھے، اور وہ اطاعت و قربانی کے اعلیٰ درجے کو اختیار کرتے تھے۔ یہی ہمارے لیے رہبری ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب دنیا میں جاتے تو دنیا والوں سے کہتے کہ ہمارے عزائم (ارادے) آخرت کے ہیں "إنما ہممنا الآخرة ولیست ہممنا الدنیا" ہم تمہارے پاس ملک میں تمہاری دنیا دیکھنے یا تمہاری دنیا سے فائدہ اٹھانے کے لیے نہیں آئے ہیں، بلکہ ہمیں جو ایمان ملا ہے اس کے تقاضوں پر چل کر ہم اپنی اور دوسروں کی آخرت بنائیں گے۔ دعوت کا مقصد یہی ہے کہ جس کو جو ملا ہے (علم، مال، منصب، وجاہت، اور قوت وغیرہ) وہ اس سے اپنی آخرت بنائے۔ قارون سے اللہ تعالی نے یہی بات کہی تھی کہ تجھ کو اللہ نے جو دیا ہے اس سے اپنی آخرت بنالے "وابتغ فیما آتاک اللہ الدار الآخرة"

The end result of this knowledge is the obedience of Allah shown to us by the prophets.

- **<u>What should the effect of this knowledge be?</u>**

The first distinctive quality of this knowledge is fear. The second quality is Taqwa. Taqwa is a force which stops man from sinning, which means that one will abstain from all the prohibited when the fear of Allah is created in his heart. The knowledge that the Prophet SAW gave the Sahaabah was combined with Taqwa.

If one studies the life of all our pious predecessors, he would find that their knowledge was combined with Taqwa. This should be the demand of knowledge that an 'Alim (scholar of deen) should be a god-fearing person. At times a scholar can be a sinner too and the scholars of the Bani Israeel are a great example of this, as is mentioned in a verse of the Qur'an منهم أمة مقتصدة وكثير منهم ساء ما يعملون that majority were such that their knowledge were combined with vice, and a hand full of them were guided. The reason for this was that their knowledge was subservient to them.

The knowledge that the Sahaabah were given was combined with Taqwa, so that they may safeguard the boundaries and rights of Allah, as well as the rights of the people.
Sahabah were divinely bestowed with the quality of Taqwa. That is why they were adherent to the demands of etiquettes and actions. They would dare not raise their voices in the company of the Prophet. Allah boasts of them in the Quran, "These are the people whose lives Allah made exclusive for the quality of Taqwa." The demand of knowledge is thus; that the fear of Allah be created in the heart so that the fulfilment of the Creator's and creation's responsibilities become easy.

The quality of Taqwa and fearing Allah leads a person towards the hereafter. Hadrat Sheik Maulana Zakaria (R.A) has mentioned in great detail regarding the traits and characteristics of the Ulema of the hereafter. They are those who are adherent to the demands of knowledge while carrying out their responsibilities. Because this knowledge entails Taqwa and fearing Him, our pious predecessors would always tread the path of Azeemat. They would always opt for the highest degree of Amal, obedience and sacrifice. This is the legacy we have to adopt.

When Sahabah would go to the people of this world, they would say, "Our aim is the hereafter. We have neither come to observe your worldly accomplishments nor to derive any benefit from it. Rather we have come in an effort to fulfill the duty of the Imaan that we have been gifted with. This is the purpose of Dawat. Every person should make his hereafter with whatever asset he has been bestowed with. This was the message that the people of Musa(A.S) told Qarun,

یہ آیت اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے جس کو جو ملا ہو اس سے اپنی آخرت بنائے، عالم کو علم ملا ہے تو وہ اس علم سے تعلیم و تبلیغ کر کے اپنی آخرت بنائے۔ مالدار کو مال ملا ہے تو وہ اس کو راہِ خدا میں خرچ کر کے اپنی آخرت بنائے۔ تندرست اپنی تندرستی سے اللہ کی عبادت اور مخلوق کی خدمت کر کے اپنی آخرت بنائے۔ اگر لوگوں میں وجاہت ہے تو ایسا آدمی اپنی وجاہت سے کام لے کر آخرت کا سامان کرے۔ غرض آیت کریمہ میں ایک زبردست دعوت ہے اگرچہ یہاں قارون کا ذکر ہے، لیکن یہ آیت صرف اس کے لیے نہیں، بلکہ سب کے لیے ہے کہ جس کے پاس اللہ کا دیا ہوا جو کچھ ہے اس سے وہ اپنی آخرت بنائے۔ اس علم کا تقاضا بھی یہی ہے۔

ہمیں اس علم میں گہرائی پیدا کرنی چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب محمد ﷺ اپنے علم میں گہرے تھے، ان کے علوم سطحی اور معمولی نہیں تھے" أعمقهم علما "وہ حضرات گہرے علوم کے حامل تھے ،اس لیے وہ اپنے علوم سے رہبری کرتے تھے اور اپنے کو اس کا پابند بھی کرتے تھے، اور لوگوں سے فرماتے تھے: " كونوا مصابيح الهدىٰ وينابيع الحكم وأحلاس البيوت "لوگو! ہدایت کے چراغ اور علم و حکمت کے چشمے بنو۔ تمہارے اعمال و اقوال سے لوگوں کو ہدایت (صحیح راہ) ملے۔ احلاس حلس کی جمع ہے حلس ٹاٹ کو کہتے ہیں۔ پہلے زمانے میں چاول وغیرہ کی جو بوری ہوتی تھی اس کو دروازے پر لٹکا دیتے تھے۔ اب اس کی جگہ نئی چیزیں آگئی ہیں اس لیے یہ مثالیں سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ چاول کی بوری جب خالی ہوتی تھی تو لوگ اس کو پاوں پوچھنے کے لیے دروازے پر رکھ دیتے تھے کہ آدمی اس پر پیر پوچھ کر اندر آئے اردو میں اس کو ٹاٹ کہتے ہیں۔

صحابی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تم اپنے گھروں کے ٹاٹ بنو، یعنی سادگی اختیار کرو، کیوں کہ ٹاٹ میں سادگی اور آسانی ہے نیز سادگی سنت کی طرف لے جاتی ہے، زندگی میں جتنی سادگی ہوگی اتنی ہی آسان ہو کر زندگی سنت سے قریب تر ہوتی جائے گی، نکاح کے بارے میں بھی یہی فرمایا کہ نکاح کو سادہ بناؤ، تاکہ یہ نکاح سنت کے مطابق ہو۔

صحابی نے اس علم کا تقاضا بتایا کہ ہدایت کے چراغ بنو، علم و حکمت کو پھیلاؤ اور اپنی زندگیوں کو سادہ بناؤ، تاکہ عمل کرنا آسان ہو جائے اور جب سادگی کی جگہ تعیش (راحت رسانی اور من پسندی) ہو پھر عمل مشکل ہو جاتا ہے۔ جو علم اللہ تعالی نے ہم کو دیا ہے ہم اپنے کو یقین و عمل وغیرہ میں اس کے تابع بنائیں یہ علم جس بات کا یقین دلاتا ہے اس کا یقین ہو اور یقین بغیر محنت کے نہیں بنتا جس چیز کی محنت ہوگی اس کا یقین پیدا ہوگا آدمی جس چیز کو چاہتا ہے اس لائن کی محنت بھی کرتا ہے، تاجر تجارت کی لائن کی، ملازم ملازمت کے لائن کی، طالب علم علم کی لائن کی، ڈاکٹر ڈاکٹری کی لائن کی محنت کرتا ہے۔ ہاں! ہم جنت چاہتے ہیں ہمیں اللہ کے راستے میں نکل کر اس لائن کی محنت کرنی ہے۔ جی

"Seek your hereafter in whatever Allah has bestowed you with." This verse is universal with regards to its meaning. It advocates every person to seek the hereafter with the ability he has been gifted with. An Aalim has been gifted with knowledge and so, through teaching and propagating, he should seek his hereafter. The wealthy have been granted wealth. They should spend their wealth in the path of Allah and seek their hereafter.

The healthy, by virtue of their health, worship of Allah , serve the creation, and make their hereafter. The leaders, by virtue of their status and leadership, should make their hereafter. This verse contains a very great lesson. Although the literal mention is made of Qarun, the message of this verse is not exclusive to him but it is general for all. The essence of this verse is that all those who possess any ability or talent from Allah, should utilise it to make his hereafter. Thus, the demand of knowledge is also the same.

We have to develop depth in knowledge. Abdullah bin Mas'ud (A.S) said that the companions of the Prophet possessed depth in their knowledge. Their knowledge was not shallow and trivial. In fact, because of their in-depth knowledge and adherence to it, they successfully managed to guide people. They enjoined people to become lanterns of guidance, springs and fountainheads of wisdom and live a life of simplicity. "O' people! If you become lanterns of guidance and springs of knowledge and wisdom, your actions and statements will be sufficient for the guidance of humanity."

Ahlaas is the plural form of Hils which means a rug or a canvas. In the olden days, they used to hang the sack of rice on their doors. When the sack of rice would get empty, they would place it under their doors and use it as a rug to wipe their feet prior to entering their homes. In the Urdu language, this rug is known as Taat. Nowadays, this has no longer remained the trend and that is why it is difficult for us to comprehend such examples. Since there is simplicity in a rug, the analogy of the Sahabi is to advise people to live a life of simplicity. In addition, simplicity leads one towards Sunnah. The more a person will inculcate simplicity in his life, the easier his life will be and the closer he will be to Sunnah. This was the advice regarding marriage as well. The simpler a marriage will be, the closer it will be to Sunnah, or else it will be a mere show.

In explaining the demand of knowledge, the Sahabi advised people to become lanterns of guidance, propagators of knowledge and wisdom and to lead simple lives. Through this, it will become easy for one to practice upon his knowledge. If lavishness and extravagance will substitute simplicity, then to practice upon one's knowledge will become increasingly difficult.

Through Yaqeen (conviction) and practice, a person will become subservient to the knowledge that Allah has favoured him with. Hence, one should inculcate the Yaqeen (conviction) that this knowledge demands. Furthermore, this Yaqeen (conviction) will not be achieved without effort. In whichever avenue a person channels his effort, he will inculcate within him the Yaqeen (conviction) of that avenue. Every person exerts himself in the field he wishes to attain. A businessman exerts himself in business, a worker in his work, a student in his studies and a doctor in his profession. If we wish to attain Jannah, we will have to go out in the path of Allah and exert ourselves to attain it.

صفات کیسے پیدا ہوں؟اور اس کا فائدہ :

آدمی کو جیسا یقین ہوتا ہے اسی کے مطابق وہ اپنی زندگی ڈھالتا ہے اور عمل اسی کے مطابق تیار ہوتے ہیں، اور جب عمل کی پابندی ہوگی تو اب صفات پیدا ہونے شروع ہوں گے۔ علم سے تقوی، سچائی، مخلوق کی ہمدردی اور انابت الی اللہ جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں، جو دراصل انبیائے کرام کی صفات تھیں، ہم کو سمجھانے کے لیے اللہ نے انبیاء علیہم السلام کی کچھ صفات قرآن پاک میں بیان کی ہیں اور انبیائے کرام نے اللہ تعالی کی صفات بیان کی ہیں، حضرت رسول پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالی کے ننانوے نام ہیں، ایک نام کے سو اسب نام صفاتی ہیں، اور اللہ کی صفات لا محدود (بے شمار) ہیں، اس کو جان کر سمجھ کر اس کی عظمت کا دھیان کرنا چاہئے، کیوں کہ عظمت سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت سے اطاعت آسان ہو جاتی ہے " ان المحب لمن یحب مطیع"

اگر آپ غور کریں گے تو کتاب ھدی میں انبیاء علیہم السلام کی مختلف صفتیں ملیں گی اور وہ حضرات اپنے علم اور اپنی صفتوں کے ساتھ اللہ کے بندوں میں مشغول ہیں۔ اس کی دعوت ہے کہ ہم اپنے علم پر اتنا عمل کریں کہ وہ صفت بن جائے، جیسا کہ آدمی ذکر کرتے کرتے ذاکر کہلانے لگتا ہے، سچ بولتے بولتے صادق کا لقب پالیتا ہے، عبادت کرتے کرتے عابد کہلاتا ہے۔

میرے محترم بھائیوں: یہ علم صفت پیدا کرنے کے لیے ہے اور یہی اس علم کی غرض ہے، اگر یہ نہ ہوئی تو پھر علم کو اپنے تابع کرنے کی بات ہوگی اور جب علم کو اپنے تابع کیا جائے گا تو آدمی میں اس علم کے ذریعہ اپنی اغراض پوری کرنے کی بات پیدا ہوگی، آدمی میں سب سے بڑی غرض اپنی بڑائی کی پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ علم نے شیطان میں بڑائی پیدا کی جسے کبر کہا جاتا ہے۔ یہ اس علم کا خاصہ ہے کہ اگر اسے الٹا استعمال کیا تو یہ بھی الٹا اثر پیدا کرے گا، نعوذ باللہ! حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو دار العلوم دیوبند میں ہمارے استاذ تھے، فرماتے تھے کہ علم ہے ہی ایسی چیز، کہ علم سے کبر پیدا نہ ہو یہ بڑی تعجب کی بات ہے! علم تو اللہ کی صفت ہے، اگر اپنے آپ کو نہ سنبھالا تو یہ علم اپنے اندر بڑائی پیدا کرے گا، رسول اللہ ﷺ نے اس علم کو بارش کے پانی ساتھ تشبیہ دی ہے، اور اللہ تعالی نے فرمایا" وجعلنا من الماء کل شیء حیا " کہ ہم نے پانی سے ہر چیز کو حیات بخشی ہے، اور اصلی حیات ہے حیات طیبہ، وہ اس علم سے حاصل ہوگی، اس میں سب کا حصہ ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے علم کو دعوت کے ساتھ جوڑا، جتنا علم آیا اسکی دعوت دینا شروع فرمائی۔

دعوت اور دعایۃ (پروپیگنڈہ) میں فرق :

یہ دعوت اللہ کی طرف، دین کی طرف بلانا ہے جیسے کھانے پینے کے لیے بلاتے ہیں یہ دعایۃ سے نہیں ہے جس کا معنی

How are These qualities created and their benefits.

A person molds his life in accordance to his beliefs. His actions will be a consequence to this as well. Regularity in virtuous actions inculcates good qualities in a person. Knowledge creates qualities such as God-consciousness, honesty, sympathy, and returning to Allah Ta'ala within a person. These are indeed qualities of the prophets. Allah Ta'ala has mentioned some qualities of the prophets in the Quran. Similarly, the prophets mentioned some qualities of Allah Ta'ala. Rasulullah (peace be upon him) has said: Allah Ta'ala has 99 names. Other than one, all remaining names describe various attributes and qualities of Allah. The attributes and qualities of Allah ta'ala are innumerable. These names should be learned and understood thereby creating consciousness of the majesty of Allah Ta'ala. Through majesty, love begins to grow. Love thereby facilitates obedience. ان المحب لمن يحب مطيع

Pondering over of the Quran reveals various qualities of the prophets. While upholding their knowledge and distinctive qualities, they remained connected to the people. This is what *da'wah* is – practicing knowledge to such an extent that it penetrates the essence of a person. When someone does excessive Zikr, he earns the title of a Zakir. Similarly, by perpetually speaking the truth he earns the title of a truthful person. By praying excessively, one is called a devout worshipper.

My dear friends, knowledge is there to inculcate good qualities and this is the very object of knowledge. If this does not happen then effort will be made to make knowledge subservient to oneself, and when knowledge is made subservient then base desires are fulfilled by means of knowledge. The worst of the base desires is the love for status and honor just as knowledge created this in Shaytaan. This is the nature of knowledge that if it is used incorrectly the outcome will be incorrect. May Allah Ta'ala save us. My ustaad Moulana I'izaz Ali -who was an Ustaad at Darul Uloom Deoband - used to say that knowledge is such a thing that creates pride, this is strange indeed! Knowledge is the quality of Allah Ta'ala, if one does not control himself then knowledge will create pride in him. Rasulullah (peace be upon him) assimilated this knowledge to rain and Allah Ta'ala said: we granted everything life through water. A pleasant life is the actual life and that will be achieved by virtue of knowledge. Everyone has a share in knowledge therefore Rasulullah (peace be upon him) combined his knowledge with *da'wah,* as he (peace be upon him) acquired knowledge he began preaching it.

This *da'wah* is calling towards Allah Ta'ala and calling towards Deen, similar to an invitation towards food and drink. This is not in the meaning of propaganda.

پروپیگندہ کرنا ہوتا ہے ،رسول اکرم ﷺ نے اپنا منصب ہی یہ بتایا" بعثت داعیا ومبلغا ، ولیس الیّ من الھدایۃ شیء "محمد ﷺ کو اللہ نے داعی اور مبلغ بنایا ہے کہ جو علم آوے اس کی دعوت دوں گا،اور جو دعوت قبول کر کے آویں ان کو تبلیغ کروں گا، ہدایت میرے ہاتھ میں نہیں ہے، میں ایک بندہ ہوں، ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے، منزل تک وہی پہنچائیں گے ، تو آپ اپنے علم کو دعوت کے ساتھ جوڑو ! یہ جو اللہ نے حق بات اتاری ہے اس کے طلب گار پیدا کرنے ہیں، لوگ حقائق کے طلب گار ہوتے نہیں، لوگ تو دنیا اور اس کے مشاہدے کے طلب گار ہوتے ہیں، جیسے بچہ ٹوفی کا طلب گار ہوتا ہے، اسے پڑھنے لکھنے کے لیے کہا جائے تو وہ تیار نہیں ہے، اس کو تیار کرنا پڑتا ہے، پڑھنا پڑھانا نہ ہو گا تو وہ آوارا ہو جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے علم کو دعوت کے علاوہ دوسری چیز اخلاق کے ساتھ جوڑا۔ تمام انبیائے کرام کو اللہ تعالی نے اخلاق کے ساتھ بھیجا کیوں کہ اخلاق کا تعلق مخلوق سے ہے، اور اخلاص کا تعلق اللہ کی ذاتِ عالی صفات سے ہے، اللہ کو اخلاص دکھاؤ اور مخلوق کو اخلاق دکھاؤ! اسی طرح دعوت کے کام میں قبولیت پیدا ہو گی۔

بھائیوں: اخلاق میں تین بنیادیں ہیں: انصاف، احسان وایثار۔

کہ انصاف سے رہیں گے اللہ کے بندوں کے ساتھ، جو اپنے لیے پسند کریں گے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کریں گے، اور جو اپنے لیے ناپسند کریں گے وہ دوسروں کے لیے بھی ناپسند کریں گے۔

اخلاق کا ایک درجہ اس سے اوپر کا ہے، احسان کا، کہ انصاف تو واجب ہی ہے اس سے اوپر احسان ہے، تو تعلیم دی کہ مخلوق کے ساتھ احسان کرو، یہ مت دیکھو کہ تمہارے ساتھ کس نے احسان کیا ہے اس کے ساتھ احسان کرو یہ تو مکافاۃ کہلائے گی، ہاں جس نے تمہارے ساتھ ناانصافی اور زیادتی کی ہے اس کے ساتھ احسان کرو۔

اس سے اونچا درجہ ایثار کا ہے، حضور ﷺ کی زندگی میں، انصار صحابہ کی زندگی میں ایثار تھا، ایثار کا مطلب اپنی ضرورت کو پیچھے ڈال کر دوسروں کی ضرورت کو پورا کر دینا، حکایات صحابہ میں یہ قصہ موجود ہے، پڑھ کر ایمان تازہ کرتے رہو ! ارشاد نبوی ہے" بعثت لأتمم مکارم الاخلاق " میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں، آپ کی قوم میں سب جاہل وکافر ہیں، مگر ان میں فطری طور پر کچھ اچھے پسندیدہ اخلاق موجود تھے۔ مثلا بہادری، سخاوت، ایفائے عہد، اپنے قول کی پابندی، قول دے دیا ختم، سردار قبیلہ کی اطاعت ہر حال میں کرنا وغیرہ۔ تو یہ سب اخلاقی مادّے ان میں موجود تھے حضور ﷺ فرماتے ہیں، ان صفات کو اور مکمل کروں گا، یہ ہے دعوت اور اخلاق کی اہمیت۔

کبر کی مذمت :

کبر کفر سے زیادہ سخت ہے کیوں کہ ابلیس کا کفر کبر سے آیا ہے "أبی واستکبر وکان من الکافرین" اللہ کی بات سے انکار کیا

Rasulullah (peace be upon him) said that this was his responsibility بعثت داعيا ومبلغا وليس الي من الهداية شيء

Allah Ta'ala made Rasulullah (peace be upon him) a preacher of Deen, therefore he said that whatever knowledge I possess I should preach it and whosoever accepts my invitation, I will teach him Deen. *Hidayat* is not in my hands, I am a slave of Allah. *Hidayat* is in the hands of Allah Ta'ala therefore only He can make one achieve his goal. Rasulullah (peace be upon him) combined his knowledge with *da'wah*. Allah Ta'ala has revealed the truth and we have to create people who are desirous of this knowledge. People are not desirous of the realities (that are unseen) but people are desirous of the worldly things and that which is apparent. Like a child, he is desirous of sweets but takes no interest in learning, he has to be encouraged to learn or else he will become a loafer. Rasulullah (peace be upon him) merged his *da'wah* with good character just as he merged it with knowledge. Allah Ta'ala sent all the prophets with good character because character is related to the creation and to the esteemed qualities of Allah Ta'ala. Show your good character to Allah Ta'ala and to the people, by virtue of this you will gain acceptance.

My dear brothers! There are three fundamentals in good character; justice, *Ihsaan* and *eethaar* (prioritizing others over oneself). We should deal justly with the servants of Allah Ta'ala therefore we should like that for others what we like for ourselves and we should dislike for others what we dislike for ourselves. There is one level of good character above this which is *Ihsaan*. Justice is compulsory and above this is *Ihsaan*. We are instructed to make *Ihsaan* with the creation. *Ihsaan* shouldn't only be done with those who do *Ihsaan* first as this is only a pay-back. Instead *Ihsaan* should be done with those who have wronged. The level above this is that of *Eethaar*. We find *Eethaar* in the lives of Rasulullah (peace be upon him) and the Ansaar. *Eethaar* means to forego one's rights and giving preference to others. These incidents of *Eethaar* are mentioned in Hayaatus Sahabah and by reading them one's *Imaan* is rejuvenated. Rasulullah (peace be upon him) said: I have been sent for the culmination of good character. Rasulullah's (peace be upon him) nation was illiterate and they were disbelievers, but they had some inherent good qualities; braveness, fulfilling promises, generosity, if they give their word it would be final. They would listen to the leader in every circumstance. The fundamentals of these qualities were found in Arabs. Rasulullah (peace be upon him) said I will culminate these characteristics. This is the importance of dawaah and etiquette. Pride is worse than kufr as the kufr of Iblis came from pride.

اور اپنے آپ کو بڑا سمجھا وہ بڑا نہیں تھا، اپنے کو بڑا قرار دیا کہ میں بڑا ہوں، اس لیے کفر میں جا پہنچا، اس کے پاس ہر قسم کا یقین تھا خدا کے ایک ہونے کا، جنت کا، جہنم کا، کیوں کہ وہ جنت میں آدم علیہ السلام اور فرشتوں کے ساتھ رہا تھا، تو اسکے یقین میں کیا کمی رہ گئی، مگر کبر کی وجہ سے علم اور یقین نے فائدہ نہیں دیا۔ ماثور دعا میں ہے: "اللهم أعطني ايمانا لا يرتد ، ويقينا ليس بعده كفر ورحمة أنال بها شرف كرامتك في الدنيا والآخرة" ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دعا ہے کہ اے اللہ مجھے ایسا ایمان دے جو مجھے رد نہ کرے، اور ایسا یقین دے جس کے بعد کفر نہ ہو، جیسے ابلیس اور علمائے بنی اسرائیل ، ان کو پورا یقین تھا کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں، اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے، مگر کافر ہیں، یقین کے باوجود کفر، اپنی بڑائی کی وجہ، اس لیے دعا مانگی "ورحمة أنال-----الخ" ایسی رحمت دے، رحمت سے مراد حکم پر استقامت دے، کہ مجھے دنیا اور آخرت کا شرف مل جائے، جب علم میں تابعداری نہیں ہوگی تو دنیا اس کو اچھی لگے گی،

" حب الدنيا رأس كل خطيئة " دنیا کو بنانے کی تدبیریں ہوگی، دنیا کے راستے سے، علم کے راستے سے بڑائی پیدا ہوگی، اب حق بات قبول کرنا اس کے لیے مشکل، سب سے بڑی مصیبت آدمی اپنی بات پر اڑا ہوتا ہے، آدمی دنیا میں دو چیزوں کی وجہ سے مشہور ہوتا ہے، علم اور مال، اللہ نے علم دیا اور بتایا کہ مال کو اس کے تابع کرو، اگر یہ بات نہیں ہوئی تو مال کی محبت میں تین درجیں ہوتے ہیں، ایک تو مال کی محبت اور تعلق آدمی کو اسراف کی طرف لے جاتا ہے، مسرف بن گئے، ضرورت سے زیادہ خرچ کرتا ہے، پھر اسراف سے آگے تبذیر ہے، بے ضرورت خرچ کرنا اور تیسرا درجہ اس سے بھی آگے کو جاتا ہے، وہ مترف کہلاتے ہیں، یعنی عیاش، حب مال اس درجہ پر پہنچ جائے، تو یہی لوگ دنیا کی باتوں کو دنیا میں چلنے نہیں دیں گے، اللہ نے علم اس لیے اتارا تھا کہ ان تمام حدود و قیود کے ساتھ اپنی زندگی گزاری جائے، یہ پہلا درجہ ہے کہ ہر عالم اپنے آپ کو اپنے علم کا تابع کرے۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے تسبیحاتِ فاطمہ کی فضیلت سنی ہے کبھی فوت نہیں ہوئی، حالانکہ مستحب ہے اس کے فرضیت کی دلیل نہیں، یہ اصل ہے اپنے علم کی تابعداری، چاہے وہ عمل مستحب ہو یا مسنون ہو، اپنے کو علم کے تابع بنانے سے دل میں نورانیت اور روشنی و قوت پیدا ہوگی، ورنہ پھر علم کو اپنے تابع کرنے سے دل میں بڑائی آئے گی، اور اس کا دوسرا اثر حسد بھی ہے، علم اور مال یہ دونوں دل میں حسد پیدا کرتے ہیں، پھر حسد کرنے والا دوسروں کی ہمدردی نہیں کر سکتا، اس لیے حسد کا علاج بھی بتلایا گیا جس کے ساتھ حسد ہو دل میں جلن ہونے لگتی ہے اس لیے خوب دعا مانگے، اس کا خوب اکرام کرے تاکہ حسد کی بیماری دل سے نکل جائے۔

أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (2:34). He rejected the order of Allah, thinking himself to be too high and mighty to comply with such a command. In actuality, Iblis bore no superiority over Adam (alahi as-salam), despite the fact that he tried to prove himself as such.

Bear in mind that he had full conviction in all the articles of faith. He believed that Allah Ta'ala was one. He believed in Jannah. He believed in Jahannam. In fact, he was *in* Jannah with Adam (alahi as-salam) and the angels. What deficiency could there then be in his conviction? However, due to arrogance, he did not benefit from his knowledge and conviction.

There is a *ma'thur* Dua that reads: اللهم اعطني إيمانا لايرتد، ويقينا ليس بعده كفر ورحمة أنال منها شرف كرامتك في الدنيا والآخرة

Abdullah bin Abbas(R.A) would do Dua saying "O Allah, give me such Iman that prevents me from getting sent back, and such conviction that will prevent me from ever falling into *kufr* thereafter, like Iblis and the scholars of Bani Israil. They had as much certainty that Muhammad (peace and blessings be upon him) was the final messenger as they recognized their own children.

They knew of the veracity of Islam, yet are still considered to be *kafir,* despite their *yaqin.* Therefore, we should make Dua:

Give me such mercy … و رحمة أنال بها شرف

From this Dua, we ask for such mercy that allows us to be steadfast on the orders of Allah, such that we attain honor in this world and the next.

If we do not infuse our knowledge with obedience and submission, love of the Dunya will creep into our hearts. A hadith states: حب الدنيا رأس كل خطيئة.

Wealth of this ephemeral world should be amassed through avenues of this world. To use *ilm* a tool to amass wealth of this world is a cardinal sin.

An arrogant person finds it difficult to accept the truth. He instead obstinately clings to his own view. In the Dunya, a person becomes well known primarily through two things:

1) *'ilm*

2) wealth

After granting us knowledge, Allah Ta'ala ordered us to make our wealth subservient to our knowledge. If a person does not have this cognizance and instead solely loves

and pursues wealth for its own sake, he is definitely on a road to destruction. There are three levels of love of wealth:

1) *Israf-* to love wealth and spend excessively beyond necessities.
2) *Tabdhir* – to spend on unnecessary things.
3) *Tana'um* –spending in order to live a life of luxury.

It is people of this third class who actively oppose the message of prophets and prevent it from spreading. Allah granted us knowledge so that we can lead our lives keeping all these boundaries and restrictions in mind.

The first stage to achieving this is for every 'Alim to think himself to be subservient to the dictates of his *'Ilm*. Ali (may Allah be pleased with him) said that after hearing the virtues of *Tasbih Fatimi*, he never missed reciting it. He did this despite the fact that *Tasbih Fatimi* is merely something that is *Mustahab* (recommended). There is no evidence of it being (*fard)* obligatory. There is a great lesson in this for us. We must always make ourselves a *Tabi'* of our Ilm, regardless if the action is *Mustahab*, *Sunnah*, or anything else. This strengthens the heart and creates *Nur* within it.

Alternatively, if we make our *Ilm* a *Tabi'* of our own whims and desires, we will begin to think ourselves to be great. This also creates jealousy.

Both knowledge and wealth can create jealousy within a person's heart. A jealous person can never have sympathy for others. The remedy for jealousy to make excessive Dua for the person whom you are jealous of. Furthermore, you should go out of your way to be kind to that person. Arrogance is even worse than disbelief. Iblis's Kufr stemmed from arrogance. Allah Ta'ala described in Quraan.

<u>The effect of conviction and ethics in Dawat:</u>

Dear respected friends, two things are needed to be built for successful Dawat, Yaqeen (conviction) and Akhlaq (ethics). By making effort on commandments the conviction of commands will come, by making effort on money conviction of money will come and by making effort on land conviction of land will come.

دعوت میں یقین اور اخلاق کی اثر انگیزی :

دوستو! دعوت کو کامیاب بنانے کے لیے دو چیزیں پیدا کرنی پڑے گی، ایک یقین اور ایک اخلاق حکموں کی محنت سے حکموں کا یقین آتا ہے، مال کی محنت سے مال کا یقین آتا ہے، زمین کی محنت سے زمین کا یقین آتا ہے، تجربے ہوتے ہیں، اور حکموں کی محنت سے حکموں والا یقین آتا ہے، کہ نماز سے مدد آئیگی، صدقہ سے بلا دور ہوگی وغیرہ۔ جیسے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے، کہ جب ان کی زمین پر پانی کی تنگی ہوئی تو انہوں نے وہاں جاکر تین چار دفعہ نماز پڑھی آسمان پر ابر نظر آیا، پھر وہ پھیلا اور بارش ہوئی، دعا مانگی اور مراد پوری ہوئی، یہ سب اللہ کی اعانت کہلاتی ہیں، کہ ایک کام صحیح طریقہ پر ہو رہا ہے، اور اللہ کے یہاں قابل قبول ہے تو اس کے کرنے والوں کی اعانت کی جاتی ہے، اللہ تعالی نبیوں کو بھی دیتے ہیں مگر وہ بطورِ معجزہ کے ہوتا ہے، اولیاء کو بھی دیتے ہیں مگر وہ بطور کرامت کے ہوتا ہے، اور صالحین کو بھی دیتے ہیں اور یہ بطور اعانت کے ہوتا ہے، یہ عقائد کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے، تو حکموں کی محنت سے اپنے اندر حکموں والا یقین پیدا ہوتا ہے، پھر آدمی حکموں کے تابع بن کر حکموں والا عمل کرتا ہے، ایک نابینا صحابی ہے انہوں نے اپنی جگہ سے دروازے تک رسی باندھ رکھی تھی، گھر میں بیٹھے رہتے تھے لیکن جب کوئی مسکین سدا دیتا تو رسی کے سہارے دروازے تک جاکر خود اپنے ہاتھ سے مسکین کو دیتے، ان کے بیٹوں کے اعتراض کرنے پر انہوں نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بات سنی ہے کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا آدمی کو بری موت سے بچاتا ہے، یہ وعدوں والا یقین اللہ ہم سب کو نصیب کرے! لہٰذا اپنے عملوں اور حکموں پر محنت کرو، تاکہ یقین بنے، اور پھر دعوت میں پختگی آئے، ایک قافلہ جارہا تھا بارش شروع ہوگئی، ابی بن کعب نے دعا مانگی کہ یا اللہ بارش تو سب کی ضرورت ہے، اور ہوتی رہے لیکن یا اللہ میرا کپڑا اور میرا سامان نہ بھیگے، جب قافلہ منزل پر پہنچا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہ سب بھیگے ہیں سوائے ابی بن کعب کے پوچھا تمہارے کپڑے نہیں بھیگے، کہا ہاں! میں نے دعا مانگی تھی، یہ دعا یقین والی ہے اگر ہم اس کی نقل اتاریں تو نہیں ہوگا کیوں کہ وہ اندر کی بات نہیں ہے، جیسے کہ کوئی بڑا آفیسر دستخط کردے تو کام ہو جاتا ہے، آپ کریں تو نہیں ہوگا کیوں کہ آپ

کے پاس وہ عہدہ نہیں ہے، وہ تو پہلے سے اس عہدہ پر پہنچا ہوا ہے، پھر اس کا سگنیچر کام کرتا ہے۔

ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ لاتخافوا ولاتحزنوا وأنتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ اللھم ایاک نعبد وایاک نستعین۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا محمد وآله وصحبه وبارک وسلم -

So when a person makes an effort on commandments by learning, teaching and propagating them, then the conviction of commandments will come that the help of Allah will come through Salaah, calamities will be taken away through Sadaqah. Etc.

It comes about Hadhrat Anas bin Malik (RA) that his land was affected by shortage of water, he went there and offered Salaah three or four times, a cloud appears in the sky and spreads and it started raining. He made Du'a to Allah Ta'ala and his need was fulfilled. All these type of things are called I'anah (help of Allah SWT), that if the work is going on its way, and it is accepted by Allah (SWT) than the help of Allah comes for the workers. When Allah Ta'ala helps Ambiya (AS) it is called M'ujizah, when he helps Auliya (friends) it is called Karamat and when he helps Saliheen (pious) it is called I'anah (help of Allah SWT). All these things are written in A'qaid books.

When the efforts on commandments will be made, than the conviction of commandments will come, than a person's actions after becoming the follower of commandments will be according to the commandments.

There was one blind Sahabi (RA), Who tied one rope from his place till the door, and he use to sit in his house, whenever he use to hear the voice of a needy person he use to go himself with the rope and give something to that person with his own hands. His sons asked him: let us do this work and you sit on your place, he replied: I have heard from Nabi (SAW) that to give a needy person from one's own hand saves a person from evil death. This is called conviction on promises of Allah. May Allah grant this to us all.

Therefore, make effort on actions and commandments, so that the conviction will be made, and there after Dawat will become strong. One caravan was moving and the rain started, Ubai bin K'aab (RA) made Dua: O Allah! The rain is there for people's need, so it should continue but save my clothes and luggage from getting wet. When the caravan reached its destination, Hadhrat Umar (RA) saw that everyone is wet except Hadhrat Ubai, he asked him: your clothes are not wet? The reply was: Yes, I did make Du'a to Allah Ta'laa. This is called Du'a with Yaqeen (conviction). If we try to do the same thing it won't happen because something from inside is missing, hence it doesn't have the same effect. For example; if a high ranked officer signs the paper then the work is done, and if we try to do the same thing and sign it no work will get done because we are not on his level and post. He had first reached that post then his signature works.

إن تنصروا الله ينصركم – لا تخافوا ولا تحزنوا وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين- أَللّٰهُمَّ إياك نعبد وإياك نستعين- وصلى الله تعالى على